سوال

(312) مفقود الخبر شوہر کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہندہ کی زید کے ساتھ شادی ہوئی کو سات سال کا عرصہ ہوچکا ہے۔ زید تقریباچھ سال سے لاپتہ ہے اور کوئی خرچ وغیرہ بھی نہیں بھیجا اور نہ ہی کوئی اس کا پتہ معلوم ہوا ہے کیا ہندہ اب سات سال کے بعد کسی اور جگہ شادی کر سکتی ہے؟ اگر کرے تو نکاح سے پہلے کتنی عدت گزارنی پڑے گی؟ ایک سائلہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال اگر شوہر واقعی عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے اور اس کی زندگی اور موت کے بارے میں اس کے ورثاء اور اقرباء کو بھی کچھ علم نہیں تو پھر عورت بعد یاس وناامیدی کے اپنا دوسرا نکاح کےلینے کی شرعا مجاز ومختار ہے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود اور تابعین عظام کی ایک جماعت کا یہی قول اور فتوی ہے۔ موطا امام مالک میں ہے: عن سعيد بن المسيب ان عمر ابن الخطاب رضى الله عنه قال أيما إمراة فقدت زوجها فلم تدراين هوفإنها تنتظر اربع سنين ثم اربعة اشهر وعشراثم تحل (1) موطا باب عدۃ التی تفقد زوجھا وسبل السلام ج3ص208،207 ونیل الاوطار

جناب سعید بن مسیب تابعی حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کو گم پائے اور اس کا کوئی پتہ نشان نہ ملے تو اس کو چاہیے کہ چارسال تک اس کا انتظار کرے بعد ازاں چارماہ دس دن عدت وفات میں بیٹھے، پھر نکاح کرالے۔

اگر چہ یہ حدیث بظاہر موقوف ہے لیکن حکما مرفوع ہے کیونکہ تحدیدات اور تقدیرات میں جہاں قیاس اور اجتہاد کی گنجائش نہ ہو تو ایسی موقوف حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

فتح الباری ج9ص355 میں ہے کہ امام زہری کا مذہب یہ ہے کہ وہ چاربرس انتظار کرے۔ امام عبدالرزاق اور امام سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ محدث سعید بن منصور کی سنن میں روایت سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی ایسا مروی ہے۔ تابعین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ مثلا امام ابراہیم نخعی، امام عطاء، امام زہری، امام مکحول اور امام عامر شعبی وغیرہ اور یہ چارسال کی مدت اس روز سے شمار ہوگی جس دن سے اس نے مقدمہ پیش کیا اور حاکم نے فیصلہ کیا کہ چارسال کے بعد عدت وفات گزارے۔ اور سبل السلام ج3ص208 میں ہے کہ ابوالزناد کہتے ہیں کہ میں نے امام سعید بن مسیب سے اس شوہر کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کا نان، نفقہ نہیں دے سکتا۔ تو فرمایا ان میں تفریق کرادی جائے۔ کہا یہ سنت ہے؟ کہا ہاں سنت ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب کا ارشاد ہے کہ یہ سنت ہے، اس سے

سنت رسول مراد ہے۔ اس سے ثابت ہواکہ جو شوہر اپنی بیوی کے اخراجات کا تحمل نہ ہو تو اس جوڑے میں تفریق کرادینا سنت ہے ۔جب محض اخراجات مہیا نہ کرسکنے پر تفریق سنت ہے تو پھر مفقود کی بیوی تو تفریق کی اس سے بھی زیادہ مستحقہ ہے کیونکہ اسکی تکلیف تو غریب شوہر کی بیوی کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے ۔بہر حال صحابہ کرام کے ان فیصلوں اور تابعین عظام کے ے فتاویٰ اور ائمہ کرام کی آراء قضایا کے مطابق عورت اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی بلاشبہ حقدار ہے اور اس کا یہ حق اس سے چھننا یا کسی قانون کی بنیاد پر اس کو مزید آزمائش میں ڈالنا جائز جائز نہیں ،کہ پہلے ہی سات برس خون کے گھونٹ پی کر اپنی کے دن پورے کر رہی ہے

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ محمدیہ](#)

ج1ص757

محدث فتویٰ